عصرِ حاضر میں کفار کی مخالفت کے شرعی دائرے: ایک تحقیقی مطالعہ

The Shariah Parameters of Opposition to Non-Muslims in the Contemporary Era: A Research Study

امیر حسین شہزاد*

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
Published: June,2026
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v9i1.5

Abstract

This study examines the Sharia parameters of opposition to non-Muslims in the contemporary world in the light of the Qur'an, Sunnah, and classical and contemporary Islamic jurisprudence. It explores the doctrinal foundations of al-Walāʾ wa al-Barāʾ, the concept of resemblance to non-Muslims (tashabbuh bi al-kuffār), the juristic classifications of non-Muslims, and the limits of jihād and international relations in modern contexts. The study argues that Islamic teachings do not prescribe indiscriminate hostility towards all non-Muslims; rather, they distinguish between hostile and non-hostile groups and establish principles of justice, benevolence, and fidelity to covenants. Furthermore, the study analyses contemporary challenges, including globalization, media influence, Muslim minorities, and international agreements, and highlights the need for a balanced and contextual application of Sharia principles that preserves Islamic identity while promoting justice and constructive coexistence.

Keywords: Kuffār; Al-Walāʾ wa al-Barāʾ; Tashabbuh; Jihād; Muslim Identity; Non-Muslim Relations; Coexistence; Treaties; Sharia; Contemporary Issues.

تعارف:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں متوازن رہنمائی فراہم کرتا ہے، جن میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات بھی شامل ہیں۔ عصرِ حاضر میں میڈیا، عالمی روابط اور جدید ذرائعِ ابلاغ نے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان تعلقات اور تعاون کو بہت بڑھا دیا ہے۔ ایسے حالات میں ایک طرف کفار سے موالات اور غیر شرعی وابستگی کے مسائل ہیں، جبکہ دوسری طرف بین الاقوامی تعلقات،

* ایم۔فل اسکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، گفٹ یونیورسٹی گوجرانوالہ۔qariameer106@gmail.com(Correspondence Author)

مشترکہ انسانی مفادات اور عدل و انصاف کے تقاضے بھی موجود ہیں۔ اس لیے قرآن و سنت کی روشنی میں کفار کی مخالفت کے شرعی دائرے کی صحیح تعیین اور اس کی حدود کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ اس مضمون کا مرکزی سوال تحقیق یہ ہے کہ عصر حاضر میں کفار کی مخالفت کے شرعی دائرے کیا ہیں اور ان حدود کو جدید سیاق و سباق میں کیسے سمجھا جائے؟ اس موضوع کی مختلف جہات پر متعدد علمی کام ہوئے ہیں جیسا کہ:

ڈاکٹر یاسر فاروق نے "غیر مسلم اقوام کی مشابہت" میں تشبہ بالکفار کے اصولی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔[1] اسی طرح ڈاکٹر اللہ دتہ، ڈاکٹر عصمت اللہ نے "تشبہ کی حقیقت، اقسام اور احکام" کا فقہاء کی آراء کی روشنی میں تحلیلی مطالعہ پیش کیا ہے۔[2] اسی طرح ڈاکٹر مجید راشد، زاہد مہر اور عائشہ شبیر نے "احادیث کی روشنی میں غیر مسلموں کے ساتھ معاملات: فقہی اصولوں اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کا تقابلی جائزہ" پیش کیا ہے۔[3] تاہم، موجودہ علمی کام میں تحقیقی خلا پایا جاتا ہے کہ جدید دور میں پیش آنے والے نئے چیلنجز (جیسے سوشل میڈیا، عالمی ثقافتی حملے، اقلیتوں کے حقوق، جدید معاشی اور سیاسی معاہدے) کے تناظر میں کفار کی مخالفت کی حدود پر جامع اور منظم تحقیق کا فقدان ہے۔ نیز (ولاء و براء) کے عقیدے کو جدید ریاستوں میں رہنے والے مسلمانوں کے تناظر میں عملی طور پر ڈھالنے کے حوالے سے بھی تحقیقی خلا موجود ہے۔ یہ مضمون اسی خلا کو پر کرنے کی ایک کوشش ہے۔

قرآن و سنت میں کفار کی مخالفت کے بنیادی اصول:

کفار کی مخالفت کا سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ یہ مخالفت عقیدے کی سطح پر ہو، لیکن اس کا دائرہ کار تمام غیر مسلموں پر یکساں طور پر لاگو نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں کفار کی مخالفت کی دو بنیادی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی صورت ان غیر مسلموں کی ہے جو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں مصروف نہیں ہیں، نہ ان کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔ ان کے ساتھ عدل و انصاف اور حسن سلوک کا حکم ہے۔ جیسا کہ سورہ ممتحنہ کی آیت ۸ میں ہے:

"لَّا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ"[4]

"اللہ تمہیں ان لوگوں سے بھلائی اور انصاف کے ساتھ پیش آنے سے نہیں روکتا جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

دوسری صورت وہ کفار ہیں جو مسلمانوں سے دین کے معاملے میں جنگ کرتے ہیں اور انہیں ان کے گھروں سے نکالتے ہیں۔ ان کے ساتھ دشمنی اور مخالفت کا حکم ہے۔ جیسا کہ سورہ ممتحنہ کی آیت ۹ میں ارشاد ہے:

"إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ"[5]

"اللہ تمہیں صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے اخراج میں ایک دوسرے کی مدد کی۔"

اسی طرح احادیثِ مبارکہ میں بھی امن پسند غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید ملتی ہے جیسا کہ صحیح البخاری میں عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا"[6]

"جس شخص نے کسی معاہد (ذمی یا امان یافتہ غیر مسلم) کو ناحق قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جا سکتی ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ ایک طرف غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ اور ان کے ساتھ عدل و احسان کا حکم دیتی ہے، جبکہ دوسری طرف مسلمانوں کی دینی شناخت، اعتقادی امتیاز اور ایمانی وابستگی کو بھی برقرار رکھتی ہے۔ اسی اعتدال پر مبنی تصور کی بنیاد پر قرآنِ کریم نے دوستی اور بیزاری (الولاء والبراء) کو ایمان کے ایک بنیادی تقاضے کے طور پر بیان کیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ "[7]

"آپ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو ہر گز ایسا نہ پائیں گے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے دوستی کریں۔"

تاہم !غیر مسلموں سے براءت کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے ساتھ عدل و انصاف، حسنِ سلوک اور انسانی ہمدردی کو ترک کر دیا جائے۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان اپنے عقیدے کی بنیاد پر غیر مسلموں کے مذہبی عقائد اور شعائر کو حق تسلیم نہیں کرتا اور نہ ان سے اعتقادی وابستگی اختیار کرتا ہے۔ البتہ معاملاتِ زندگی، تجارت، سماجی معاملات اور مشترکہ انسانی مفادات میں عدل،احسان اور اخلاقی اصولوں کی پابندی شریعت کا تقاضا ہے۔

اسی بنیاد پر فقہاء نے تصریح کی ہے کہ کفار سے ممنوع دوستی کا تعلق اعتقادی اور دینی وابستگی سے ہے، جبکہ دنیاوی، معاشی اور معاشرتی معاملات میں ان کے ساتھ تعاون اصلاً جائز ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابنِ تیمیہ لکھتے ہیں کہ:

"فليس كلُّ ما يُسمَّى موالاةً للكفار يكون كفراً، بل المنهيُّ عنه ما كان متضمناً لموافقتهم على دينهم أو نصرتهم على المسلمين أو الرضا بما هم عليه من الكفر"[8]

ہر وہ چیز جو کفار سے موالات (دوستی و تعلق) کہلاتی ہے، کفر نہیں ہوتی، بلکہ ممنوع موالات وہ ہے جس میں ان کے دین کی موافقت، مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد یا ان کے کفر پر رضامندی پائی جائے۔

اسی کی وضاحت میں امام ابن قیم لکھتے ہیں کہ:

"إنَّ أهل الذمة لهم ما للمسلمين وعليهم ما عليهم فيما يتعلق بحفظ الدماء والأموال والوفاء بالعهد والقيام بالعدل"[9]

اہلِ ذمہ کے لیے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے لیے ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہیں جو مسلمانوں پر ہیں، خصوصاً جان و مال کے تحفظ، عہد کی پاسداری اور عدل و انصاف کے قیام کے حوالے سے۔

اسی طرح ڈاکٹر وہبہ الزحیلی اس مسئلہ کی تحقیق یوں پیش کرتے ہیں کہ:

"الأصل في علاقة المسلمين بغير المسلمين هو التعاون على البر والعدل والوفاء بالعهود، ما لم يترتب على ذلك موالاة دينية أو إضرار بمصالح المسلمين"[10]

غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات میں اصل بنیاد نیکی، عدل اور معاہدات کی پابندی پر باہمی تعاون ہے، بشرطیکہ اس سے دینی موالات پیدا نہ ہو یا مسلمانوں کے مفادات کو نقصان نہ پہنچے۔

ان تینوں فقہی عبارات کے مجموعی مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ شریعت نے غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات میں واضح اعتدال اور توازن قائم کیا ہے۔ ابن تیمیہ کے نزدیک ممنوع موالات کا تعلق دینی موافقت اور اعتقادی وابستگی سے ہے، نہ کہ محض دنیاوی معاملات سے۔ اسی طرح ابن قیم اہلِ ذمہ کے حقوق و فرائض میں عدل، وفائے عہد اور جان و مال کے تحفظ کو بنیادی اصول قرار دیتے ہیں۔ جبکہ وہبہ الزحیلی کے مطابق اصل حکم تعاون، نیکی اور عدل ہے، بشرطیکہ اس سے دینی وابستگی یا اسلامی مفادات کو نقصان نہ پہنچے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں تعلقات کی بنیاد اعتقاد کی حفاظت اور معاملات میں عدل و انصاف کے قیام پر قائم ہے۔

تشبہ بالکفار (کفار سے مشابہت) کے شرعی احکام:

تشبہ بالکفار ایک اہم پہلو ہے جسے شریعت نے خاص اہمیت دی ہے۔ عبداللہ بن عمر راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ"[11] "جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، وہ انہی میں سے ہو گا۔"

اس حدیث کی شرح سمجھنے کے لیے شارحینِ حدیث نے مختلف پہلوؤں سے اس کی توضیح کی ہے، تاہم مجموعی طور پر اس مفہوم کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے اسے تین بنیادی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے، تاکہ ہر قسم کی مشابہت کے حکم اور دائرہ کار کو الگ الگ سمجھا جا سکے اور افراط و تفریط سے بچتے ہوئے درست شرعی رہنمائی حاصل ہو سکے۔

تشبہ کی تین اہم اقسام ہیں:

تشبہ بالکفار کی تمام صورتیں یکساں نوعیت اور ایک ہی شرعی حکم کی حامل نہیں ہیں۔ اس کی بعض صورتیں مذہبی شعائر سے متعلق ہیں، بعض معاشرتی عادات و اطوار سے، جبکہ بعض امور انسانی فطرت اور مشترک تمدنی

ضروریات کے دائرے میں آتے ہیں۔ اسی بنیاد پر اہلِ علم نے تشبہ کی تین بنیادی اقسام بیان کی ہیں: مذہبی رسومات میں تشبہ، عادات واطوار میں تشبہ، اور فطری امور میں تشبہ۔ ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

1. **مذہبی رسومات میں تشبہ:** کفار کی مذہبی رسومات اور عبادات میں مشابہت اختیار کرنا حرام ہے، جیسے نصاریٰ کی طرح صلیب لٹکانا یا ہندوؤں کی طرح زنار باندھنا۔
2. **عادات واطوار میں تشبہ:** ان چیزوں میں مشابہت جو کفار کی علامت ہوں یا ان کی تہذیب وثقافت کی خصوصیات ہوں، ناپسندیدہ ہے اور بعض صورتوں میں حرام ہے۔
3. **فطری امور میں تشبہ:** کھانا پینا، صفائی کرنا، چلنا پھرنا وغیرہ جیسے فطری امور میں مشابہت حرام نہیں۔[12]

ان تینوں اقسام سے واضح ہوتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کا اصل مقصود مسلمان کی دینی شناخت کو محفوظ رکھنا اور غیر مسلم اقوام کی اُن علامات و شعائر سے اجتناب کرانا ہے جو ان کے مذہب یا امتیازی تہذیب کی پہچان ہوں۔

اس بنا پر مذہبی رسومات میں مشابہت قطعی طور پر حرام ہے، خاص ثقافتی وامتیازی عادات میں مشابہت ناجائز یا کم از کم مکروہ ہے، جبکہ فطری اور عمومی انسانی امور میں مشابہت شرعاً جائز ہے، کیونکہ وہاں تشبہ کا مقصد یا اختصاص نہیں پایا جاتا۔ گویا شریعت کا اصول یہ ہے کہ ممانعت صرف اُن امور میں ہے جو "شعارِ کفار" یا "دینی امتیاز" بن چکے ہوں۔[13] لہٰذا شریعت مسلمانوں کو حکم دیتی ہے کہ وہ اپنی وضع قطع، رہن سہن اور چال ڈھال میں غیر مسلموں پر غالب اور ممتاز ہوں۔

فقہ اسلامی میں کفار کی اقسام اور ان کے ساتھ مخالفت کے درجات:

فقہاء نے کفار کی مندرجہ ذیل چار اقسام بیان کی ہیں۔

1. **حربی (محارب):** وہ کافر جن سے مسلمانوں کا کوئی معاہدہ نہ ہو اور وہ جنگی حالت میں ہوں۔ ان کے ساتھ مخالفت کا دائرہ وسیع ہے بشرطیکہ جنگ کے اصولوں کی پابندی کی جائے۔[14]
2. **ذمی:** وہ غیر مسلم جو اسلامی ریاست میں مستقل طور پر رہائش اختیار کریں اور اسلامی قوانین کی پابندی کا عہد کریں۔ ان کی جان، مال اور عزت کا تحفظ مسلمانوں پر فرض ہے۔

اس حقیقت کو نبی ﷺ نے کچھ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

"مَنْ آذَى ذِمِّيًّا فَأَنَا خَصْمُهُ، وَمَنْ كُنْتُ خَصْمَهُ خَصَمْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" [15]

"جس نے کسی ذمی کو ایذا دی، میں اس کا مخاصم ہوں، اور جس کا میں مخاصم ہو جاؤں، میں قیامت کے دن اس سے جھگڑا کروں گا۔"

3. **مستامن:** وہ غیر مسلم جو تجارت یا کسی اور غرض سے اسلامی ریاست میں عارضی طور پر اجازت (ویزا) لے کر آیا ہو۔ ان کے ساتھ امن اور امان کا معاہدہ ہوتا ہے۔[16]

4. **معاہد:** وہ غیر مسلم جو اپنے ملک میں رہتے ہوئے مسلمانوں سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کریں، یا دو ریاستوں کے درمیان باہمی معاہدہ ہو۔[17]

ان اقسام کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ کفار کی مخالفت کے لیے یکساں حکم نہیں بلکہ مختلف درجات اور شرائط ہیں۔

عصر حاضر میں جہاد کی شرعی حدود:

جہاد کے بارے میں فقہاء کے درمیان بنیادی اختلاف اس کی "علت" کے حوالے سے ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک جہاد کی علت "کفر" ہے، جبکہ جمہور فقہاء کے نزدیک علت "محاربہ" ہے۔[18] جمہور کا موقف زیادہ راجح ہے کیونکہ:

نبی کریم ﷺ نے عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور عبادت گزاروں کے قتل سے منع فرمایا۔[19] اگر علت کفر ہوتی تو یہ استثنا بے معنی ہوتا۔ قرآن نے صرف ان کفار سے قتال کا حکم دیا جو جنگ پر اتر آئیں: "وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ" [20]

سیرت نبوی میں کفار کے ساتھ متعدد معاہدے اور امن کی مثالیں موجود ہیں۔ قرآنی دلیل: " إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا" [21] "بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلی فتح عطا فرمائی۔"

مفسرین کے نزدیک اس آیت میں مذکور "فتح مبین" سے مراد صلح حدیبیہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے بظاہر سخت شرائط کے باوجود مسلمانوں کے لیے عظیم فتح قرار دیا۔ جیسا کہ بخاری میں براء بن عازب کی روایت موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تَعُدُّونَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ، وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا، وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ" [22]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم لوگ فتحِ مکہ کو فتح سمجھتے ہو، بے شک فتحِ مکہ بھی فتح تھی، لیکن ہم تو اصل فتح، حدیبیہ کے دن بیعتِ رضوان (اور صلح حدیبیہ) کو شمار کرتے تھے۔

صلح حدیبیہ اسلامی تاریخ کا ایک منفرد بین الاقوامی معاہدہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے کفارِ قریش کے ساتھ دس سالہ جنگ بندی، باہمی امن اور پرامن بقائے باہمی کی بنیاد پر منعقد فرمایا۔ اگرچہ بعض شرائط بظاہر مسلمانوں کے لیے سخت تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی معاہدے کو "فتح مبین" قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام جنگ کا نہیں بلکہ عدل، حکمت، امن اور وفائے عہد کا دین ہے اور مسلمانوں کے لیے حالات کے مطابق غیر مسلموں کے ساتھ امن و مصالحت کے معاہدے کرنا نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات باعثِ خیر و فتح بھی ہوتے ہے۔ عصر حاضر میں جہاد کے معنی کو وسعت دیتے ہوئے، علماء نے جہاد کی متعدد جدید صورتیں بیان کی ہیں: تاہم، مسلح جہاد صرف اس وقت جائز ہے جب شرعی اصولوں کی پوری پابندی کی جائے، حالت جنگ کے باوجود غیر مقاتلین کو نشانہ نہ بنایا جائے، معاہدوں کی پاسداری کی جائے، جنگ کے دوران زیادتیوں سے اجتناب کیا جائے۔[23]

جدید عالمی تناظر میں شرعی حدود کا اطلاق:

عصر حاضر میں متعدد چیلنجز ہیں جن کا سابقہ ادوار میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا جیسا کہ جدید مواصلاتی ذرائع اور میڈیا نے مغربی ثقافت کو عالمی سطح پر پھیلا دیا ہے۔ اس صورتحال میں مسلمانوں کو اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ اسلام نے کفار کی مشابہت سے روکا ہے تاکہ مسلمانوں کی الگ شناخت قائم رہے۔ تاہم، ہر نئی ایجاد یا ٹیکنالوجی کو کفار کی مشابہت قرار دینا درست نہیں۔ علماء نے اس بات پر زور دیا ہے کہ صرف وہی چیزیں ممنوع ہیں جو کفار کی مذہبی علامت ہوں یا اسلامی تعلیمات سے متصادم ہوں۔[24]

اقلیتی مسلمان اور وطن سے محبت: مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے ملک سے محبت کر سکتے ہیں یا نہیں۔ فقہی نقطہ نظر سے، جہاں تک ممکن ہو، مسلمانوں کو ان ممالک میں ہجرت کرنا چاہیے جہاں وہ آزادی سے اپنا دین گزار سکیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو وہ وہاں رہ سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اپنے دین کی حفاظت کر سکیں۔ انہیں غیر مسلموں کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنا چاہیے، ان کے قوانین کی

پابندی کرنی چاہیے جب تک کہ وہ دین کے بنیادی احکام کے خلاف نہ ہوں، اور مثبت انداز میں اپنے معاشرے میں کردار ادا کرنا چاہیے۔[25]

بین الاقوامی معاہدے: موجودہ دور میں مسلم ریاستوں اور غیر مسلم ریاستوں کے درمیان متعدد معاہدے ہوتے ہیں۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں، مسلمانوں کے لیے غیر مسلم ریاستوں سے باعزت انداز میں ڈپلومیسی اور معاہدات کے ذریعے مسائل حل کرنا جائز ہے۔ البتہ، ایسے معاہدے کرتے وقت شرط یہ ہے کہ ان میں اسلام کی بنیادی اقدار سے سمجھوتہ نہ کیا جائے۔[26]

موالات (دوستی) کی ممانعت: کفار سے دوستی کی ممانعت کا تعلق اعتقادی دوستی سے ہے، جیسا کہ قرآن نے منافقین کے بارے میں فرمایا جنہوں نے کفار سے دوستی کی۔ لیکن معاملات زندگی، تجارت اور انسانیت سوزی کے جذبات کا اظہار کرنا جائز ہے۔ آج کل کفار کے ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کو اپنی روزمرہ زندگی میں کفار کے ساتھ معاملات کرنے پڑتے ہیں، جو کہ جائز ہے۔ البتہ ان کے مذہبی جذبات یا کفریہ رسوم ورواج میں شرکت کرنا جائز نہیں۔[27]

نتائج تحقیق:

مندرجہ بالا تجزیاتی مطالعے سے درج ذیل اہم نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں:

1. کفار کی مخالفت کا شرعی دائرہ "محارب" کفار تک محدود ہے جو مسلمانوں سے برسرپیکار ہوں۔ جو کفار مسلمانوں سے جنگ میں مصروف نہیں ہیں، ان کے ساتھ عدل وانصاف اور حسن سلوک کا حکم ہے۔

2. ولاء وبراء کا عقیدہ بنیادی طور پر اعتقادی سطح پر ہے۔ اس کا عملی مظاہرہ کفار کی مذہبی رسومات، تہواروں اور اعتقادات سے بیزاری کے ذریعے کیا جاتا ہے، لیکن اس کا مطلب غیر مسلموں کے ساتھ ظلم یا زیادتی نہیں ہے۔

3. تشبہ بالکفار کی مختلف اقسام ہیں جن میں سے کچھ حرام، کچھ مکروہ اور کچھ جائز ہیں۔ حرام تشبہ صرف ان امور میں ہے جو کفار کی مذہبی علامت ہوں یا اسلامی تعلیمات سے متصادم ہوں۔

4. جہاد کی علت "محاربہ" ہے، نہ کہ محض "کفر"۔ اس لیے صرف ان کفار سے جنگ کی جاسکتی ہے جو مسلمانوں سے لڑیں یا لڑنے کی تیاری کریں۔ عصر حاضر میں جہاد کے جدید تقاضوں میں فکری، تعلیمی، معاشی اور میڈیا جہاد بھی شامل ہیں۔

5. جدید دور میں عالمگیریت، ٹیکنالوجی اور بین الاقوامی معاہدوں کے تناظر میں شرعی حدود کا اطلاق کرتے ہوئے توازن اور اعتدال کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

حوالہ جات وحواشی:

[1] ڈاکٹر یاسر فاروق، غیر مسلم اقوام کی مشابہت: اصولی ابحاث اور فقہاء کے استنباطات کا عصری انطباق، ایقان، جلد: 1، شمارہ: 1، 2018ء۔

Dr. Yasir Farooq, *Ghair Muslim Aqwam Ki Mushabahat: Usooli Abhath Aur Fuqaha Ke Istinbatat Ka Asri Intibaq*, Iqaan, Vol: 1, Shumara: 1, 2018.

[2] ڈاکٹر اللہ دتہ، تشبہ کی حقیقت، اقسام اور احکام: فقہاء کی آراء کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ، جرنل آف نالج اینڈ اسلامک اسٹڈیز، جلد: 3، شمارہ: 1، 2018ء

Dr. Allah Ditta, *Tashabbuh Ki Haqiqat, Aqsam Aur Ahkam: Fuqaha Ki Ara Ki Roshni Mein Aik Tajziyati Mutala'a*, Journal of Knowledge and Islamic Studies, Vol: 3, Shumara: 1, 2018.

[3] ڈاکٹر مجید راشد، زاہد میر، اور عائشہ شبیر، "احادیث کی روشنی میں غیر مسلموں کے ساتھ معاملات: فقہی اصولوں اور عصر حاضر کے تقاضوں کا تقابلی جائزہ"، کونٹیرری جرنل آف سوشل سائنسز ریویو، جلد: 3، شمارہ: 3۔

Dr. Majeed Rashid, Zahid Mir, aur Ayesha Shabbir, *Ahadith Ki Roshni Mein Ghair Muslimon Ke Sath Muamalat: Fiqhi Usoolon Aur Asr-e-Hazir Ke Taqazon Ka Taqabuli Jaiza*, Contemporary Journal of Social Sciences Review, Vol: 3, Shumara: 3.

[4] الممتحنہ 60:8

Al-Mumtahanah 60:8

[5] ایضاً، 60:9

Ibid., 60:9

[6] محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (صحیح البخاری)، بیروت: دار طوق النجاۃ، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب إثم من قتل معاهداً بغير جرم، حدیث رقم: 3166، ج:4، ص:99۔

Muhammad bin Ismail, *Al-Jami' al-Sahih (Sahih al-Bukhari)*, Beirut: Dar Tawq al-Najat, Kitab al-Jizyah wal-Muwada'ah, Bab: *Ithm Man Qatala Mu'ahadan Bighair Jurm*, Hadith No. 3166, Vol: 4, Safha: 99.

[7] المجادلہ 58:22

Al-Mujadilah 58:22

[8] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ أصحاب الجحیم، الریاض: دار عالم الکتب، ج:1، ص:237

Ibn Taymiyyah, Ahmad bin Abd al-Halim, *Iqtida al-Sirat al-Mustaqim li-Mukhalafat Ashab al-Jahim*, Riyadh: Dar Alam al-Kutub, Vol: 1, Safha: 237.

[9] ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، احکام اہل الذمہ، الدمام: رمادی للنشر، تحقیق: یوسف احمد البکری وشاکر توفیق العاروری، ج:1، ص:23

Ibn Qayyim al-Jawziyyah, Muhammad bin Abi Bakr, *Ahkam Ahl al-Dhimmah*, Dammam: Ramadi lil-Nashr, Tahqiq: Yusuf Ahmad al-Bakri wa Shakir Tawfiq al-Aruri, Vol: 1, Safha: 23.

[10] وہبہ بن مصطفیٰ الزحیلی، آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی، دمشق: دراسۃ مقارنۃ، ص:692

Wahbah bin Mustafa al-Zuhayli, *Athar al-Harb fi al-Fiqh al-Islami*, Damascus: Dirasah Muqaranah, Safha: 692.

[11] ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، بیروت: المکتبۃ العصریۃ، کتاب اللباس، باب فی لبس الشہرۃ، حدیث رقم: 4031، ج:4، ص:44

Abu Dawud, Sulayman bin al-Ash'ath al-Sijistani, *Sunan Abi Dawud*, Beirut: Al-Maktabah al-Asriyyah, Kitab al-Libas, Bab: *Fi Libs al-Shuhrah*, Hadith No. 4031, Vol: 4, Safha: 44.

[12] ڈاکٹر اللہ دتہ، تشبہ کی حقیقت، اقسام اور احکام: فقہاء کی آراء کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ، جرنل آف نالج اینڈ اسلامک اسٹڈیز، جلد: 3، شمارہ: 1، 2018ء

Dr. Allah Ditta, *Tashabbuh Ki Haqiqat, Aqsam Aur Ahkam: Fuqaha Ki Ara Ki Roshni Mein Aik Tajziyati Mutala'a*, Journal of Knowledge and Islamic Studies, Vol: 3, Shumara: 1, 2018.

[13] ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب التشبہ بالکفار، بیروت: دار المعرفہ، ج:10، ص:272

Ibn Hajar al-Asqalani, *Fath al-Bari Sharh Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Libas, Bab: *Al-Tashabbuh bil-Kuffar*, Beirut: Dar al-Ma'rifah, Vol: 10, Safha: 272.

[14] امام نووی، یحیٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النہی عن التشبہ بالکفار، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج:8، ص:54

Imam Nawawi, Yahya bin Sharaf, *Sharh Sahih Muslim*, Kitab al-Libas wal-Zinah, Bab: *Al-Nahy 'an al-Tashabbuh bil-Kuffar*, Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Vol: 8, Safha: 54.

[15] سرخسی، محمد بن احمد بن ابی سھل، المبسوط، بیروت: دار المعرفہ، ج:5، ص:123

Al-Sarakhsi, Muhammad bin Ahmad bin Abi Sahl, *Al-Mabsut*, Beirut: Dar al-Ma'rifah, Vol: 5, Safha: 123.

[16] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، دمشق: دار الرسالۃ العالمیہ، سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والامارۃ، باب فی الذمی یظلم، حدیث نمبر: 3052، ج:4، ص:170

Abu Dawud, Sulayman bin al-Ash'ath al-Sijistani, Damascus: Dar al-Risalah al-Alamiyyah, *Sunan Abi Dawud*, Kitab al-Kharaj wal-Imarah, Bab: *Fi al-Dhimmi Yuzlam*, Hadith No. 3052, Vol: 4, Safha: 170.

[17] ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ج:3، ص:171

Ibn Qayyim al-Jawziyyah, Muhammad bin Abi Bakr, *Zad al-Ma'ad fi Hady Khayr al-Ibad*, Beirut: Mu'assasat al-Risalah, Vol: 3, Safha: 171.

[18] ابن عابدین، محمد بن امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت: دار الفکر، ج:4، ص:121

Ibn Abidin, Muhammad bin Amin bin Umar, *Radd al-Muhtar 'ala al-Durr al-Mukhtar*, Beirut: Dar al-Fikr, Vol: 4, Safha: 121.

[19] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، کراچی: مکتبہ دار العلوم، ج:4، ص:398

Mufti Muhammad Shafi, *Ma'arif al-Quran*, Karachi: Maktabah Darul Uloom, Vol: 4, Safha: 398.

[20] الفتح48:1

Al-Fath 48:1

[21] البقرہ2:190

Al-Baqarah 2:190

[22] الفتح48:1

Al-Fath 48:1

[23] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، حدیث رقم:4150،ج:5، ص:95

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Maghazi, Bab: *Ghazwat al-Hudaybiyyah*, Hadith No. 4150, Vol: 5, Safha: 95.

[24] یوسف القرضاوی، فقہ الجہاد، مکتبہ وہبہ، قاہرہ، ج:1، ص:68

Yusuf al-Qaradawi, *Fiqh al-Jihad*, Maktabah Wahbah, Cairo, Vol: 1, Safha: 68.

[25] ایضاً، ج:2، ص:415

Ibid, Vol: 2, Safha: 415.

[26] عثمانی، محمد تقی، مفتی، اسلام اور جدید چیلنجز، کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ص:195

Usmani, Muhammad Taqi, Mufti, *Islam aur Jadeed Challenges*, Karachi: Maktabah Ma'arif al-Quran, Safha: 195.

[27] ابن قیم، احکام اہل الذمہ، ج:2، ص:415

Ibn Qayyim, *Ahkam Ahl al-Dhimmah*, Jild: 2, Safha: 415.